سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۲۴

راہِ مغفرت

امریکہ کے شہر اٹلانٹا میں کیا گیا نہایت اثر انگیز وعظ
جو مایوس گنہگاروں کے لیے مژدۂ جاں فزا ہے

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم
محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

الاختر
ٹرسٹ انٹرنیشنل
مرکزی دفتر گلشن اقبال کراچی پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰

کراچی • پشاور
لاہور • بہاولنگر
اسلام آباد • بنوں

لاہور آفس: یادگار خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ
پوسٹ بکس نمبر 2074 لاہور پوسٹ کوڈ نمبر: 5400 فون: 6373310 - فیکس: 042-6370371

امریکہ کے شہر اٹلانٹا میں کیا گیا نہایت
اثر انگیز وعظ جو مایوس گنہگاروں کے لیے
مژدہ جاں فزا ہے

★

راہِ مغفرت

☆

عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

✱

ناشر:
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، اشرف المدارس
گلشن اقبال ۲، کراچی ۴۷

[illegible]

[illegible]

نام وعظ : ——— راہِ مغفرت

واعظ : ——— عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع و مرتب ——— حضرت سید عشرت جمیل صاحب میر صاحب مدظلہم العالی

کتابت : ——— محمد علی زاہد

ناشر : ——— انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ)۔ نصیر آباد۔ باغبانپورہ۔ لاہور

اشاعتِ دوم ——— ربیع الاول ۱۴۲۳ھ مطابق جون ۲۰۰۲ء

ملنے کے پتے

لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ ○ لاہور

بالمقابل چڑیا گھر ○ شاہراہِ قائد اعظم ○ لاہور

پوسٹ بکس نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 042-6373310

فیکس: 042-6370371

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نصیر آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور پوسٹ کوڈ 54920

فون: 042-6861584 - 6551774

نگرانِ اشاعت ڈاکٹر عبد المقیم

خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

32 راجپوت بلاک نصیر آباد باغبانپورہ لاہور فون: 042-6861584 - 042-6551774

Mobile:0300-9489524 E-mail: dramuqeem@yahoo.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمرہ ہے تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

❁ مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم

اور

❁ حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

❁ حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں۔

❁ احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

فہرست

مقدمہ راہِ مغفرت از حضرت مولانا ایوب سورتی صاحب ـــــ ۲
آنکھوں کا فیض ـــــ ۵
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ـــــ ۶
دُعا کا ادب ـــــ ۷
شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ـــــ ۹
میانِ دو کریم ـــــ ۹
اللہ ! ـــــ ۹
تجلّیٔ طُور کا نکتہ ـــــ ۱۰
اپنا نام بھی بھُول گئے ـــــ ۱۰
قابلیت شرط نہیں ـــــ ۱۱
اللہ کا انعام ـــــ ۱۱
خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت ـــــ ۱۳

ایک اہم نکتہ ۔۔۔۔۔۔ ۱۳
مولانا رومی کا ارشاد ۔۔۔۔۔۔ ۱۵
قیمت کون لگائے ؟ ۔۔۔۔۔۔ ۱۵
تکبّر کی مذمت ۔۔۔۔۔۔ ۱۸
حفیظ جونپوری کا واقعہ ۔۔۔۔۔۔ ۱۹
جگر صاحب کی توبہ کا واقعہ ۔۔۔۔۔۔ ۲۰
سلطان ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ ۔۔۔۔۔۔ ۲۳
ایک شرابی ولی اللہ بن گیا ۔۔۔۔۔۔ ۲۵
سلطان ادہم رحمۃ اللہ علیہ اور ایک مجذوب ۔۔۔۔۔۔ ۲۶
اللہ والے کون ؟ ۔۔۔۔۔۔ ۲۸
داڑھی رکھنا واجب ہے ۔۔۔۔۔۔ ۳۱
معافی کا مضمون ۔۔۔۔۔۔ ۳۳
بہترین خطاکار ۔۔۔۔۔۔ ۳۶
فوائدِ استغفار ۔۔۔۔۔۔ ۳۷
انعاماتِ تقویٰ ۔۔۔۔۔۔ ۳۷
توبہ و استغفار پر تقویٰ کے انعامات ۔۔۔۔۔۔ ۳۹

راہِ مغفرت ——— عرضِ مرتب

حضرت اقدس مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا یہ وعظ مبارک مورخہ ۱۰ جمادی الاول ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۴ کو بعد نمازِ مغرب محترم جناب محمد اقبال عبدالستار اگر صاحب (مقیم اٹلانٹا امریکہ) کے وسیع و کشادہ مکان میں ہوا۔

حاضرین کی تعداد کافی تھی جن میں زیادہ تر جدید تعلیم یافتہ طبقہ تھا، مکان کے دوسرے حصہ میں خواتین بھی کافی تعداد میں شریک تھیں، وعظ نہایت موثر تھا۔ اکثر سامعین پر رقت طاری تھی۔ ڈاکٹر اسماعیل میمن صاحب مدظلہ (خلیفہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) جو بیان میں شریک تھے بعد بیان فرمایا کہ آج تو وعظ میں آپ نے دل نکال کر رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ وعظ بھی ضرور طبع ہونا چاہیے۔ دوسرے حضرات نے بھی اس کی تائید فرمائی چنانچہ بفضل اللہ راقم الحروف کو اس وعظ کے قلم بند کرنے کی سعادت حاصل ہوگئی ہے اور صاحبِ خانہ محترم محمد اقبال اگر صاحب نے اس کی طباعت کے اخراجات کی ذمہ داری بخوشی قبول فرمائی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس وعظ کو قبول فرمائے اور صاحبِ خانہ اقبال اگر صاحب کے کاروبار میں برکت عطا فرمائے اور ان کے تمام گھر والوں کو دینی دنیوی راحت و عافیت نصیب فرمائے۔

راقم الحروف محمد ایوب سورتی
ناظم مجلس دعوۃ الحق (یو۔ کے)

راہِ مغفرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ
الْکَافِرِیْنَ ○ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ
ضِیْقٍ مَّخْرَجًا وَّمِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ
(مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۴)

حضراتِ سامعین!

اللہ تعالیٰ نے اپنے گنہگاروں کے لیے ایک ایسی سواری بھیجی ہے جو عجیب غریب ہے۔ بقول مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ اپنے ایسے گناہ گار بندوں کے لیے جو اپنے گناہوں کی وجہ سے بہت دور جا پڑے ہیں اور اس مایوسی کے قریب جا پہنچے ہیں جس کے سبب مساجد میں جانا اور نیک عمل کرنا بھی چھوڑ دیا ہے شیطان نے انہیں اللہ سے مایوس کر کے غفلت میں دور پھینک دیا ہے کہ اب وہ یہی سمجھتے ہیں کہ میری مغفرت کیا ہوگی لیکن وہ اگر توبہ کی سواری میں بیٹھ جائیں تو ایک لمحہ میں ان کی دوری حضوری سے تبدیل ہو جائے اور وہ اللہ کے پیارے ہو جائیں ایک بہت بڑے بزرگ مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بھئی اللہ کا راستہ طے کرنے کے یہ معنی نہیں کہ سالک سے کوئی خطا ہی نہ ہو۔ فرماتے

ہیں ؎
ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے گر کر اُٹھے اُٹھ کر چلے

آپ بتایئے کسی انسان کو کہیں جانا ہو اور راستے میں پھسل جائے تو کیا وہ وہیں پڑا رہے گا یا اٹھ کر پھر چلنے لگے گا؟ تو یہ بہت بڑے اللہ والے کا شعر ہے ؎

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے گر کر اُٹھے اُٹھ کر چلے

مرتب عرض کرتا ہے کہ درمیانِ بیان میں ایک صاحب آگئے تو حضرت والا نے انہیں قریب بلا لیا ان کی وجہ سے صاحبزادہ اقبال صاحب ذرا نظروں سے اوجھل ہو رہے تھے تو فرمایا اس طرح نہ بیٹھو کہ یہ چھپ جائیں۔ پھر اس طرح بیٹھے کہ وہ دونوں اور سامعین برابر نظر آنے لگے تو اس پر فرمایا کہ ہاں اب ٹھیک ہے۔

آنکھوں کا فیض

اصل میں ہمیں اپنے دوستوں کی نگاہوں سے فیض ملتا ہے۔ اگر میں ان کو نہ دیکھوں اور وہ ہمیں نہ دیکھیں تو مضمون ہی بالکل وارد نہیں ہوتا۔ میں کیا کروں؟

جگر صاحب سے خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جگر تم شراب سے نشہ حاصل کرتے ہو میں اللہ والوں کی نظر سے نشہ لیتا ہوں اس کے بعد کتنا پیارا شعر کہا کہ جس کے بعد جگر صاحب کی حالت ہی عجیب ہو گئی۔ فرمایا کہ ؎

مے کشو یہ تو مے کشی رندی ہے مے کشی نہیں
آنکھوں سے تم نے پی نہیں آنکھوں کی تم نے پی نہیں

آنکھوں سے یعنی اللہ والوں کی آنکھوں سے تم نے پی نہیں۔ ایک نظر حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی جس مومن پر پڑتی تھی وہ صحابی ہو جاتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان

ایک مشاعرے میں خواجہ صاحب اور جگر صاحب دونوں تھے۔

خواجہ صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک شعر پیش کیا۔

گھٹا اٹھی ہے تو بھی کھول زلف عنبریں ساقی
ترے ہوتے فلک سے کیوں ہو شرمندہ زمیں ساقی

یعنی اے مدینہ والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر کالی گھٹا چھائی ہے آپ اپنی کالی زلفوں کی ایک تجلی دکھا دیجئے آپ کے ہوتے ہوتے زمین کیوں آسمان سے شرمندہ ہو۔

گھٹا اٹھی ہے تو بھی کھول زلفِ عنبریں ساقی
ترے ہوتے فلک سے کیوں ہو شرمندہ زمیں ساقی

جگر صاحب نے اس شعر کے بعد اس مشاعرہ میں اپنا کلام نہیں پڑھا کہ اب میرا کلام اس قابل نہیں کہ میں اس کو پیش کروں۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی فرماتے تھے کہ ایک شاعر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کی طرف سے زلیخا سے کہا کہ اے زلیخا اپنے یوسف کی تعریف تو کر مگر میرے یوسف پر ترجیح مت دے کہ میرا یوسف تیرے یوسف سے بہتر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہیں کہ میرا یوسف (یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے یوسف سے بہتر ہیں اور کیا عمدہ تعبیر کی ہے

اپنے یوسف کو میرے یوسف پہ مت ترجیح دے
اے زلیخا اس پہ سر کٹتے ہیں اُس پر انگلیاں

مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام پر انگلیاں کاٹ دی تھیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہاں پر قدم رکھتے تھے وہاں پر سر کٹتے تھے جہاد میں ایک اشارہ پر سر قربان ہوتے تھے یا نہیں؟

جہاں وہ پاؤں رکھتا ہے وہاں پر سر کٹتے ہیں۔

دُعا کا ادب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! سُن لو اپنی دُعاؤں سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ لو اگر تم نے درود شریف نہیں پڑھا تو تمہاری درخواست آسمان پر نہیں جائے گی۔ نیچے ہی پڑی رہے گی۔

علامہ شامی جن کی فقہ کی سب سے بڑی کتاب فتاویٰ شامی ہے سارے عالم کے مفتی جس سے فتویٰ دیتے ہیں چاہے وہ فلسطین کا مفتی ہو یا پاکستان، ہندوستان یا الجزائر کا وہ لکھتے ہیں کہ اپنی دُعاؤں سے پہلے بھی درود شریف پڑھ لو اور بعد میں بھی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف قطعی قبول ہے اس لیے کہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ بھی شامل ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط

اللہ تعالیٰ بھی اپنے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی پر رحمت نازل کرتے ہیں اور ملائکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ رحمت کی اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں تو جس عمل میں اللہ تعالیٰ شریک ہوں وہ عمل ضرور قبول ہوگا اگر کسی فیکٹری میں بادشاہ بھی شریک ہو تو اس میں کبھی "لاس" نقصان ہو سکتا ہے؟

تو ارحم الراحمین اتنے بڑے مالک اس عمل میں شریک ہیں وہ کیسے قبول نہ ہوگا؟ لہٰذا اپنی دُعا کے اوّل و آخر درود شریف پڑھ لیا کرو تاکہ جب اللہ دُعا کا اوّل و آخر یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام قبول فرمائیں گے تو وہ کریم ہے، درمیان میں سے تمہاری دُعا کو نہیں پھینکے گا۔ کریم کی تعریف ہی یہ ہے کہ جو نالائقوں پر رحم کرے۔ اس لیے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کریم کا کثرت سے ورد کرتے تھے۔ یہاں تک کہ انتقال کے وقت بھی یا کریم یا کریم کہتے ہوئے دُنیا سے چلے گئے۔ آپ لوگوں سے بھی یہی کہتا ہوں کہ کثرت سے یا کریم پڑھو یا کریم کا فائدہ بتاتا ہوں اور درود شریف پڑھنے کا طریقہ بھی بتاتا ہوں جو میرے شیخ شاہ عبدالغنی نے مجھے بتایا۔

شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بارہ مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی۔ جنگل میں رہتے تھے۔ اسی جنگل میں میری جوانی کے پندرہ سال شیخ کے ساتھ گذرے ہیں۔ جنگل سے مراد ہے بستی سے باہر، جہاں مغرب کے بعد کسی کی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ بھائی صاحب وہاں جاچکے ہیں اور میر صاحب بھی وہاں جاچکے ہیں اور وہاں کی مسجد کو دیکھ کر میر صاحب نے کہا کہ پوری مسجد نور میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اس مسجد میں حضرت شیخ رات کو تین بجے اُٹھ کر آٹھ آٹھ گھنٹے عبادت میں مشغول رہتے۔ دو دو نفل پڑھ کر سجدہ میں دیر تک روتے۔ پانچ پانچ پارے دس دس پارے تلاوت کرتے۔ بارہ تسبیح، مناجاتِ مقبول الگ، قصیدہ بردہ الگ۔

میانِ دو کریم

تو میرے شیخ نے سنایا کہ جب درود شریف پڑھو اور اَللّٰهُمَّ صَلِّ کہو تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم پر برس رہی ہے۔ جب درود شریف میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہو تو سمجھ لو کہ ہماری کشتی دو کریم کے بیچ میں آگئی ہے۔ اللہ کے درمیان اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور ہم دو کریم کے بیچ میں ہو گئے ؎

یارب تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ مائیم میان دو کریم

یارب آپ بھی کریم ہیں اور آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کریم ہیں۔ سیکڑوں شکر ہے کہ میری کشتی دو کریم کے درمیان ہے۔ درود شریف پڑھنے سے دو دو مزے ملتے ہیں گویا دونوں ہاتھ میں لڈو ملتے ہیں اللہ کہا تو ذکر اللہ کا مزہ آیا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا تو آپ کے نام کا مزہ۔ یہی ایک عبادت ہے کہ ایک ہی وقت میں دو دو لڈو ہاتھ میں آتے ہیں ؎

دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے
ہاتھ میرے دونوں نکلے کام کے

اللہ!

ایک واقعہ بتاتا ہوں کہ حضرت شاہ عبدالغنی تلاوت کے درمیان نعرہ لگاتے تھے اللہ! اللہ! جب اللہ زور سے کہتے تھے پوری مسجد ہل جاتی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اللہ کو دیکھ رہے ہیں اور کبھی تلاوت کے درمیان یہ مصرع بھی پڑھتے تھے ؎

آجا مری آنکھوں میں سما جا مرے دل میں

تجلّی طُور کا نکتہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر طور پہاڑ پر جب تجلّی نازل ہُوئی تو تمام مفسرین کہتے ہیں کہ پہاڑ برداشت نہیں کرسکا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا لیکن مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نکتہ اور بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا اور وہ یہ کہ یہ پہاڑ اللہ کے جلووں اور تجلّیات کا عاشق تھا تو ٹکڑے ٹکڑے اس لیے ہوگیا کہ وہ تجلّی میرے اندر بھی آجائے ورنہ تجلّی اوپر ہی اوپر رہتی۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر بھی پیش کرتا ہوں مثنوی کی اختر نے معارف مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے شرح لکھی ہے اور میری یہ شرح بڑے بڑے علماء کے زیرِ مطالعہ ہے، تو مولانا رومی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

بر بروں کہ چو زد نورِ صمد
پارہ شد تا در درونش ہم زند

جب طور کی ظاہری سطح پر اللہ تعالیٰ کی تجلّی نازل ہوئی، اللہ تعالیٰ کی شانِ صمدیت کی تجلّی جب پہاڑ کی ظاہری سطح پر ظاہر ہوئی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا تاکہ میرے اللہ کا نور میرے اندر بھی داخل ہو جائے، عاشق تھا یہ ظالم! تھا تو پہاڑ مگر ٹکڑے ہوگیا گویا بزبانِ حال اس نے یہ مصرع پڑھ دیا ؎

آجا مری آنکھوں میں سما جا مرے دل میں

مولانا کی یہ شرح عاشقانہ ہے۔

اپنا نام بھی بھول گئے!

ایک مرتبہ ہمارے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب بیٹھے ہُوئے تھے رات کے تین بجے کے اُٹھے ہُوئے تھے اور رات بھر ذکر و تلاوت کیے ہوتے تھے۔ حضرت زمیندار

تھے۔ حضرت کا ایک کارندہ جو حضرت کی زمین داری کا کام سنبھالتا تھا ایک کاغذ پر دستخط کرانے کے لیے لایا۔ پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے بتایا کہ کچھ سرکاری کاغذات جمع کرنے ہیں۔ حضرت نے وہ کاغذ اور قلم لے لیا اور بہت دیر تک سوچتے رہے کہ میرا کیا نام ہے؟ نام ہی یاد نہیں آیا۔ آخر میں پوچھا کہ میرا نام بتاؤ کیا ہے؟ ان کو ہنسی آگئی کہ کوئی اپنا نام بھی دوسروں سے پوچھتا ہے۔ حضرت نے زور سے ڈانٹ لگائی کہ جلدی سے میرا نام بتاؤ۔ وہ خاص استغراق کی کیفیت تھی۔ اس نے نام بتایا کہ حضرت آپ کا نام عبدالغنی ہے۔ تب آپ نے دستخط کیے اور وہ کاغذ لے کر گیا یہ واقعہ اس کارندہ نے خود مجھے بتایا۔ میرے علوم میرے بزرگوں کی صحبتوں سے زیادہ حاصل ہوتے ہیں۔

قابلیت شرط نہیں

میں نے کتب بینی کم کی ہے، قلب بینی زیادہ کی۔ یعنی کتابوں کا مطالعہ میرا کم ہے لیکن اللہ والوں کے مطالعہ کا اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے بدون استحقاق مجھے زیادہ موقع دیا اس میں میری کوئی قابلیت نہیں تھی۔ مالک کی مہربانی قابلیت تلاش نہیں کرتی وہ جس پر چاہیں فضل کردیں۔

اللہ کا انعام

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! یہ سورج اللہ کی ایک مخلوق ہے جو جنگل میں بھینس، گائے بیل کے گوبروں پر بھی اثر کرتا ہے۔ اپنی شعاعوں کو وہاں پر بھی ڈالتا ہے یہ نہیں سوچتا کہ ناپاک پر میں اپنا فیض اپنی کرن کیوں ڈالوں؟ ان گوبروں پر اپنی شعاع داخل کرکے اس کے دو حصے کرتا ہے ایک حصہ لیکوئیڈ ذم اور پتلا کرکے

زمین کے اندر داخل کرتا ہے کیونکہ سورج سے زمین گرم ہوتی ہے اور گرم چیز پتلی اور رقیق چیز کو اپنے اندر جذب کرتی ہے اور کچھ حصہ گوبر کا موٹا رہ گیا اس کا نام انڈیا کی زبان میں اوپلا ہے اس کو نانبائی لے گیا اور تنور میں ڈال کر اس سے تندوری روٹی پکائی اور اس کالے کالے گوبر کا چہرہ سرخ ہوگیا اور روٹی پک گئی اور بھی سرخ ہوگیا اور پتلے حصے سے زمین کھادوالی بن گئی اور اس زمین سے چنبیلی، گلاب، سوسن ریحان جیسے خوشبودار پھول پیدا کردیئے تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے خدا آپ کی ایک مخلوق اور دنیا کے سورج میں جب یہ اثر ہے کہ نجاستوں پر اثر ڈال کر کچھ حصہ اوپلا بنا کر تنور کو روشن کرتا ہے اور کچھ حصہ زمین میں جذب کرکے کھاد بنا کر اس کو خوشبودار پھول میں تبدیل کردیتا ہے تو جس پر آپ کی رحمت کا آفتاب نازل ہوگا، آپ کی مہربانیوں کا سورج جس پر ایک شعاع ڈال دے تو اس کے عالم کا کیا عالم ہوگا چنانچہ فرماتے ہیں ؎

چوں خبیثاں را چنیں خلعت دہد

من چہ گویم طیبیں را چہ دہد

جب خبیث اور گندی چیزوں کو جانوروں کے پاخانوں کو آپ گلاب، چنبیلی اور سوسن بنا رہے ہیں تو اپنے عاشقوں کو اپنے اولیاء کو کیا نعمت دیں گے؟ فرماتے ہیں ؎ آفتابت بر حدثہا می زند

اے خدا تیری رحمت کا سورج نجاستوں پر اثر کرتا ہے، انکار نہیں کرتا کہ تم لوگ ناپاک ہو میں کیسے تم پر مہربانی کروں، پس ناپاکوں پر جب مہربانی ہو رہی ہے تو۔

لطف عام تو نمی جوید سند

آپ کی مہربانی، آپ کا لطفِ عام، آپ کا کرم، آپ کی رحمت قابلیت تلاش نہیں کرتی۔ بڑے بڑے شرابیوں کو بڑے بڑے گناہگاروں کو فضیل بن عیاض جیسے ڈاکو کو سرتاجِ اولیاء بنا دیا اللہ نے۔ منٹوں میں کچھ سے کچھ کر دیا۔

جوش میں آئے جو دریا رحم کا
گبر صد سالہ ہو فخرِ اولیاء۔

اللہ کی رحمت کے دریا میں اگر جوش آجائے تو سو برس کے کافر کو صرف ولی اللہ نہیں بلکہ فخرِ اولیاء بنا دیتے ہیں۔

خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

میرے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہ مرتبہ زیارت کی اور ایک مرتبہ ایسی زیارت نصیب ہوئی کہ مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے بھی نظر آتے اور میں نے خواب ہی میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا عبد الغنی نے آج آپ کو خوب دیکھ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں عبد الغنی آج تو نے مجھے خوب دیکھ لیا۔

ایک اہم نکتہ

آپ لوگوں کو بروایت حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ سناتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی ایک ایک رکعت میں پانچ پانچ پارے پڑھتے تھے۔ جس سے پاؤں مبارک سوج جاتے تھے۔ فجر کی نماز سے کچھ پہلے آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے کہ مجھ سے کچھ باتیں کرو۔

ایک بہت بڑے شیخ کامل ولی اللہ فرماتے ہیں کہ یہ گفتگو یسی نہیں تھی جیسے ہم لوگ میاں بیوی آپس میں کرتے ہیں بلکہ تہجد میں کئی کئی گھنٹے کھڑے ہونے سے آپ کی روح مبارک کا ہوائی جہاز عرش اعظم کا طواف کر رہا ہوتا تھا اور مسجد نبوی میں نماز فجر پڑھانے اور صحابہ کرام کی امامت کا فریضہ ادا کرنے کے لیے نیچے آنا ہوتا تھا لہٰذا آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے گفتگو فرما کر فجر کے وقت عالم بالا سے اپنی روح مبارک کے جہاز کو عالم ناسوت پر آہستہ آہستہ اتارتے تھے کیونکہ روح مبارک عرش اعظم کا طواف کرتے ہوئے اس عالم میں رہ کر یہاں امامت کا فریضہ انجام نہیں دے سکتی تھی۔ ایک دن اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو اللہ تعالےٰ کی ذات پاک کے ساتھ خاص الخاص قرب نصیب تھا گو آپ کا جسم مبارک دنیا میں تھا مگر روح مبارک قرب خاص میں تھی، حضرت عائشہ نے جا کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَنْتَ تم کون ہو؟ آپ بتایئے کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ پوچھ سکتا ہے کہ تم کون ہو؟ انھوں نے عرض کیا عائشہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ عَائِشَۃُ کون عائشہ؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ ابوبکر کی بیٹی عائشہ۔ فرمایا مَنْ اَبُوْبَکْرٍ ابوبکر کون ہے؟ میں تو نہیں جانتا عرض کیا اِبْنُ اَبِیْ قُحَافَۃَ۔ ابو قحافہ کے بیٹے ابوبکر۔ اپنے دادا کا نام حضرت عائشہ نے لیا۔ فرمایا مَنْ اَبُوْ قُحَافَۃَ ابو قحافہ کون ہے؟ حضرت عائشہ یہ منظر دیکھ کر مارے خوف کے پیچھے ہٹ گئیں۔ جب نماز با جماعت ہو گئی اور اس عالم کی خدمت کے لیے اللہ تعالےٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے ہوائی جہاز کو مدینہ کے رن وے اور مسجد نبوی کی زمین پر اتارا

تو بعد میں آپ نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ نے مجھے کیوں نہیں پہچانا۔ فرمایا اے عائشہ! میری روح کو اس وقت اللہ تعالیٰ کا وہ مقام قرب حاصل تھا کہ جہاں جبرئیل علیہ السلام بھی نہیں پہنچ سکتے تھے تو تو کیسے پہنچتی؟

جگر کے استاد اصغر گونڈوی نے ایک شعر میں اس مقام کی جو تعبیر کی ہے وہ قابلِ داد ہے اگر وہ زندہ ہوتے تو میں ان سے معانقہ کرتا اور بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ وَلَکَ وَعَلَیْکَ وَلِأَھْلِکَ وَلَنَا کَذَالِکَ کہتا۔ فرماتے ہیں:

نمودِ جلوۂ بے رنگ سے ہوش اس قدر گم ہیں
کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

آہ! مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو تمہیں کھانے پینے سے، پیٹ میں غذا کے امپورٹ ایکسپورٹ سے فرصت نہیں ملتی تم کیا جانو کہ اللہ کیا ہے؟ مرنے کے بعد آنکھیں کھلیں گی مگر اس وقت بے کار ہے فرماتے ہیں دنیا والو تم اپنی روٹی بوٹی لنگوٹی میں لگے ہوئے ہو اور سمجھتے ہو کہ یہ دل کے بہلانے کے سامان ہیں۔ جب تمہارے جہاز کا ڈیپارچر ہوگا اور عزرائیل علیہ السلام تمہیں وطن اصلی لے جائیں گے تب پتہ چلے گا کہ تم رئیس ہو یا غریب ہو۔ رئیس وہ ہے جو پردیس کا بھی رئیس ہو اور وطن کا بھی رئیس ہو۔ وہ رئیس نہیں جو پردیس میں رئیس ہو اور وطن میں کنگال ہو۔

قیمت کون لگائے؟

اسی لیے سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے وہ ایک شعر میں فرماتے

ہیں۔ بہت بڑے عالم کا شعر ہے جو پیش کر رہا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ اپنی دنیاوی نعمتوں پر فخر مت کرو، اپنے کو بڑا مت سمجھو۔ بڑا وہی ہے جس سے اللہ راضی ہو۔ قیمت اسی غلام کی ہے جس سے مالک راضی ہو۔ اگر غلام اپنی قیمت خود لگائے تو اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اٹلانٹا کے ایک غلام کو اگر سارے اٹلانٹا کے غلام سلام کریں تو غلام مثبت دس لاکھ غلام۔ نیچے ٹوٹل غلام ہی ہوگا۔ مالکِ حقیقی تعالیٰ شانہٗ خوش نہیں تو بندہ کی کوئی قیمت نہیں اور اگر کسی غلام کو کوئی نہ پوچھے لیکن اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوجائیں تو اس کی قیمت سلاطین کے تخت و تاج، سورج اور چاند ادا نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ جس سے خوش ہوں اس کی قیمت کیا پوچھتے ہو ؟ قیامت کے دن جس غلام کو اللہ تعالیٰ بخش دیں گے اس کی خوشی کا کیا عالم ہوگا؟ اس پر میرا ایک شعر ہے ؎

میری خوشی کی آج کوئی انتہا نہ تھی
جب سے خبر ملی کہ مجھے معاف کردیا

اللہ تعالیٰ جس کو معاف فرمائیں گے اس کی خوشی کا کیا عالم ہوگا؟ یہ آخری عدالت ہوگی اس عدالت کے بعد پھر کوئی عدالت قائم نہیں ہوگی۔ یہ آخری فیصلہ ہوگا۔

تو علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنی بلڈنگ کی بلندی سے، اپنے کپڑوں کی قیمت سے، اپنی باڈی   کے بہت زیادہ صحت مند اور رشکِ محمد علی کلے ہونے سے اور اپنی امپورٹ اور ایکسپورٹ سے کہ خوب کھاؤ اور خوب فضلہ بناؤ کیونکہ جب امپورٹ زیادہ ہوگا تو ایکسپورٹ بھی زیادہ

ہو گا اس سے اپنی قیمت مت لگاؤ۔ آہ کیا پیارا شعر ہے فرماتے ہیں ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

آج تو آستین کھینچ کر کہتے ہیں کہ جانتے ہو میں کتنی فیکٹریاں چلا رہا ہوں لاؤ میرے مقابلہ میں کسی مالدار کو، میری باڈی دیکھو اور لاؤ میرے مقابلہ میں کسی پہلوان کو۔ حالت میرِس صورت ہے ہیں۔ میری حالت مت پوچھو میری صورت دیکھو کیسی ہے؟ کیا ہے؟ سب کیڑوں کی غذا ہے۔ کتنا ہی تگڑا آدمی ہو لیکن جب قبر میں جاتا ہے تو کیڑے آپس میں مبارک باد پیش کرتے ہیں، گلے ملتے ہیں کہ میاں خوشخبری سنو بڑی عمدہ لاش آئی ہے۔

پاکستان میں ایک شہر ٹیکسلا ہے وہاں ہمارے ایک دوست تھے، ہڈی چمڑا تھے، دبلے پتلے حکیم امیر احمد صاحب میرے خلیفہ بھی تھے وہ عجیب آدمی تھے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ پھر شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ پھر مجھ سے بیعت ہوئے پھر میرے بیٹے مولانا محمد مظہر صاحب سے بیعت ہو گئے کہنے لگے کہ میں چار پشت میں بیعت ہو گیا ہوں۔ مزاحاً کہتے تھے کہ میرے پاس تو ہڈی اور چمڑا ہے۔ گوشت ہے ہی نہیں۔ جب مرا جنازہ قبر میں اُترے گا تو کیڑے بڑی مایوسی کا اظہار کریں گے اور آپس میں کہیں گے کہ لاحول ولا قوۃ یہ کیا لاش آئی ہے۔ اس میں تو ہڈی ہی ہڈی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی چیز سے اپنی نہ قیمت لگاؤ۔ قیمت اس سے ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں اور ان کے ابھی راضی ہونے کا پتہ نہیں۔ تو اپنے کو قیمتی سمجھنا اور بڑا سمجھنا احمقانہ حرکت ہے۔

تکبر کا مرض ہمیشہ احمقوں اور بے وقوفوں کو ہوتا ہے۔ کسی عقل مند کو نہیں ہوتا۔

رزلٹ آؤٹ نہ ہوا اور کوئی لڑکا کود رہا ہو کہ میں فرسٹ ڈویژن ہوں بتاؤ احمق ہے یا نہیں، کیا معلوم کہ عالمِ غیب سے کیا فیصلہ ہونے والا ہے؟ ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

لہٰذا دوستو! یہ شعر نوٹ کر لو کبھی بڑائی کا مرض پیدا نہیں ہوگا۔

تکبر کی مذمت

حدیث شریف میں ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بڑائی ہوگی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جنت میں داخلہ تو در کنار جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ اس لیے اللہ والوں کے پاس جاؤ، ان شاء اللہ ان کی برکت سے ہمارے قلب کی بڑائی نکل جائے گی۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے پیر صاحب فرماتے ہیں ؎

ایمان چوں سلامت بلب گور بریم
احسنت بریں چستی و چالاکی ما

جب میں ایمان کو قبر میں سلامتی کے ساتھ لے جاؤں گا تو اس وقت میں اپنی دین داری و ہشیاری کی تعریف کروں گا۔ ابھی تو پتہ نہیں کہ خاتمہ کیسا ہونا ہے؟ ایسے بڑے بڑے اولیاء اللہ کا تو یہ حال ہے اور ہم لوگ نفل کی چار رکعت اگر آدھی رات کو پڑھ لیں تو پھر یہی سمجھتے ہیں کہ اب ہمارا مقابلہ جنید بغدادی سے کرا دو۔

نیکی کر دریا میں ڈالو۔ کہیں ادھر ادھر ذکر بھی مت کرو کہ میں نے فلاں مسجد بنوادی، فلاں کا قرض ادا کر دیا، فلاں نیک کام کر لیا، اظہارِ عمل مت کرو۔ یہ کہو کہ

لے اللہ! آپ قبول فرمالیں۔ یہ سبق کہاں سے سیکھا؟ حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ بناکر دُعا کی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا یا اللہ ہم سے قبول فرمالے۔ یہ سیکھو۔ جب کوئی نیک کام ہو جائے تو بجائے اکڑنے کے اللہ سے عرض کرو کہ یا اللہ آپ اپنی رحمت سے قبول فرمالیں۔

حفیظ جونپوری کا واقعہ

اب میں ایک دو واقعات پیش کرتا ہوں جو اکثر بیان کرتا رہتا ہوں۔

جونپور میں ایک شاعر تھے جن کی اشعار کی کتاب چھپی ہے "دیوانِ حفیظ" بیحد شراب پیتے تھے۔ ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں وہیں تھے۔ انہوں نے کہا حضرت! آپ تو انگریزی داں ہیں اور ڈاکٹر ہیں مگر یہ گول ٹوپی اور لمبا کرتہ آپ کو کیسے ملا کہ بڑے بڑے علماء آپ سے دین سیکھنے آتے ہیں۔ یہ زندگی آپ کو کہاں سے ملی؟ انہوں نے فرمایا کہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کی صحبت سے ہمیں یہ نعمت دی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت مل گئی تو حفیظ صاحب کہنے لگے کیا ہم بھی وہاں جا سکتے ہیں؟ فرمایا ہاں جائیے خانقاہیں خطاکاروں گناہگاروں کیلئے ہی تو ہیں، ہسپتال میں تو مریض ہی آئے گا۔ تندرست تھوڑی آئے گا۔ یہ روحانی ہسپتال ہیں۔ پہنچ گئے تھانہ بھون، تھوڑی سی تھوڑی داڑھی نکل آئی تھی۔ خانقاہ میں حجام کو بلالیا اور صاف کرادی۔ حضرت سے کہا کہ بیعت کر لیجئے توبہ کرا دیجئے۔ فرمایا حفیظ! میں جانتا ہوں کہ تم آل انڈیا شاعر ہو مگر مجھے ایک بات بتاؤ۔ یہ تھوڑا تھوڑا نور نکل آیا تھا اس کو بھی صاف کر دیا۔ توبہ کرنے کا یہی قرینہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ حضرت! آپ حکیم الامت ہیں، میں مریض الامت ہوں۔ مریض کو

اپنا پورا حال پیش کرنا چاہیے تاکہ حکیم صحیح دوا لکھ سکے۔ اب ان شاء اللہ آج سے اس پر اُستر انہیں لگے گا۔ بیعت ہو کر لوٹ آئے سال بھر کے بعد حکیم الامت جونپور تشریف لائے، دیکھا کہ ایک بڑی داڑھی والے بڑے میاں ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہی وہ حفیظ ہیں جو آپ کے پاس کس حال میں آئے تھے؟ ہمارے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اپنے اعمال کی کوتاہی سے اگر کوئی جلدی ولی اللہ نہ بنا لیکن اللہ والوں کے تعلق کی برکت سے مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی محبت غالب فرمادیں گے۔ چنانچہ حفیظ صاحب کا آخر وقت جب ہوا تو گھر کے اندر ادھر سے اُدھر تڑپتے تھے اور اللہ سے معافی مانگتے تھے اور تین دن تک تڑپ تڑپ کر یہی کہتے رہے کہ اے اللہ معاف کر دے اے اللہ مجھے معاف کر دے اور اپنا دیوان منگوا کر تین شعر کا اضافہ کر دیا ؎

مری کھل کر سیہ کاری تو دیکھو
اور ان کی شانِ ستاری تو دیکھو
گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں
گناہوں کی گراں باری تو دیکھو
ہُوا بیعت حفیظ اشرف علی سے
بایں غفلت یہ ہشیاری تو دیکھو

جگر صاحب کی توبہ کا واقعہ

اور جگر صاحب کا واقعہ بھی سُن لیجئے جو اکثر سُناتا رہتا ہوں

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

جس کے دن اچھے ہونے والے ہوتے ہیں اس کے دل میں براہِ راست اللہ تعالےٰ ہدایت اور توفیق ڈال دیتے ہیں کہ خبردار بہت نافرمانی کر لی اب تمہیں ہمارا بننا ہے

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

اللہ تعالےٰ بندہ کے دل میں براہِ راست ڈالتا ہے کہ کب تک غفلت میں رہو گے۔ میرے پاس ہی تو آنا ہے ظالم! اب تو یہ کہہ دے۔

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انھی کا انھی کا ہوا جا رہا ہوں

بتاؤ کس کے ہو؟ اللہ نے پیدا کیا تو اسی کے ہو، اسی کے پاس تو لوٹ کر جانا ہے۔ اگر دنیا مقاصدِ زندگی ہوتی تو مقصد کو اللہ تعالےٰ کبھی رائیگاں نہیں کرتے جب آدمی مرتا ہے تو اس کا مال، اس کی فیکٹری، اس کا مکان، اس کی مرسیڈیز گاڑی، اس کے سموسے اور پاپڑ تک اللہ تعالےٰ سب اوپر فرشتوں سے اٹھوا لیتے کہ اس نے بڑی مشکل سے ان چیزوں کو حاصل کیا ہے ان کو رائیگاں نہ کرو۔ مگر یہ چیزیں مقاصد نہیں ہیں۔ انسان کچھ بھی اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا، مقصدِ زندگی عبادت ہے۔ وہی عبادت اُوپر جاتی ہے۔ ثواب اور نیکیاں اوپر جاتی ہیں۔ ملک بدل گیا، کرنسی بدل گئی۔ ہاں عبادت کے لیے کپڑا بھی چاہیے، مکان بھی چاہیے۔ پیٹ میں روٹی بھی چاہیے، کھانا نہ ملے گا تو عبادت کیسے ہوگی؟ لہٰذا یہ سب چیزیں وسائلِ زندگی ہیں۔

وسائل کو مقاصد بنالینا یہ ہے نادانی۔ جیسے وضو ذریعہ ہے نماز کا۔ اب کوئی وضو کرے اور نماز نہ پڑھے تو نادانی کی بات ہے۔ بہرحال جب جگر صاحب کی ہدایت کا وقت آیا تو دل میں خوف آگیا اور ایک شعر کہا ؎

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

یعنی شراب تو بے حساب پی ڈالی ہے۔ اب ڈر لگ رہا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو کیا جواب دوں گا؟ بس فوراً توجہ ہوگئی۔ وہاں خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان سے کہا کہ میں شراب چھوڑنا چاہتا ہوں اور اللہ والا بننا چاہتا ہوں لیکن کیسے بنوں گا؟ فرمایا جہاں ہم لوگ بنے ہیں۔ ہم تو ڈپٹی کلکٹر ہیں لیکن دیکھ لو یہ پائجامہ کرتا اور دیکھ لو نماز روزہ کس طرح کر رہے ہیں؟ جاؤ تم بھی وہاں جاؤ۔

میرے شیخ اول شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کباب ملتا ہے کباب والوں سے، مٹھائی ملتی ہے مٹھائی والوں سے، کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں سے تو اللہ ملتا ہے اللہ والوں سے۔ سیدھی سی بات ہے۔

جگر صاحب تیار ہوگئے مگر خواجہ صاحب سے کہا کہ پینے کی عادت پڑی ہوئی ہے اس لیے وہاں جاکر بھی پینی پڑے گی ؎

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ ظالم لگی ہوئی

خواجہ صاحب نے حضرت سے عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب جاؤ جواب دے دو کہ خانقاہ میں نہیں پینے دوں گا۔ مگر میں اپنے گھر ان کو مہمان بناؤں گا

کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کو بھی تو اپنے ہاں مہمان بناتے تھے۔ تو میں ایک گناہگار مسلمان کو اپنے ہاں مہمان بناسکتا ہوں۔ مجگر صاحب یہ سُن کر رونے لگے کہ میں تو سمجھتا تھا کہ اللہ والے گناہگاروں کو حقیر سمجھتے ہیں، نفرت کرتے ہیں آج معلوم ہوا کہ ان سے بڑھ کر کوئی محبت کرنے والا نہیں۔

سُلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

گناہگاروں سے شفقت و محبت پر سلطان ابراہیم ابن ادہم کا ایک واقعہ یاد آگیا۔ یہ سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ وہ ہیں جنہوں نے آدھی رات کو سلطنتِ بلخ چھوڑی اور فقیر سے گدڑی مانگ لی تھی وہ پہنی اور چپکے سے حدودِ سلطنت سے نکل کر دریائے دجلہ کے کنارے دس برس تک عبادت کی۔ جب آدھی رات کو شاہی لباس اُتار کر فقیر کی گدڑی پہن کر نکل کھڑے ہوئے اس حال کو میں نے اُردو کے اشعار میں بیان کیا ہے جس میں سے دو شعر اس وقت سُناتا ہوں۔

جسمِ شاہی آج گدڑی پوش ہے
جاہ و شاہی فقر میں روپوش ہے
فقر کی لذت سے واقف ہو گئی
جانِ سلطاں جانِ عارف ہو گئی

جس جنگل میں یہ عبادت کر رہے تھے ایک دن سلطنتِ بلخ کا وزیر اُدھر آنکلا وزیر نے سمجھا کہ یہ پاگل ہو گیا ہے بیوقوف سلطنت کے عیش و عشرت کو چھوڑ دیا اور جنگل میں دیوانوں کی طرح پڑا ہوا ہے۔ وزیر کا وسوسہ سُلطان ابراہیم ادہم کے دل پر منکشف ہوا کشف ہونا اختیاری نہیں ہے لیکن جب اللہ چاہتا ہے تو اپنے اولیاء کو

کشف دے دیتا ہے۔ لہٰذا انہیں کشف ہو گیا آپ نے وزیر کو بلایا کہ تم نے مجھے بے وقوف سمجھ لیا ہے لیکن ۔

دانائیوں سے پھنستے ہیں نادانیوں میں ہم

یہ میں نے عقل مندی سے تصوف اور فقیری اختیار کی ہے اور اپنی سوئی دریا میں ڈال دی اور فرمایا اے دریا کی مچھلیو! میری سوئی لاؤ۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ جیسا عارف ربانی ولی اللہ فرماتا ہے ۔

صد ہزاراں ماہیے اللّٰہیے

سوزن زر بر لب ہر ماہیے

ایک لاکھ مچھلیاں دریا کے کنارے آگئیں اور سونے کی سوئیوں سے دریا کا کنارا ابھر گیا۔ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے مچھلیوں کو ڈانٹا اور فرمایا کہ میری سوئی لاؤ جس سے میں گدڑی سی رہا تھا لوہے والی سوئی۔ سونے کی سوئی استعمال کرنا اس امت کے لیے جائز نہیں۔ ایک مچھلی نے غوطہ مارا اور ان کو سوئی لا کر دے دی۔ وزیر رونے لگا اور اس نے کہا حضور! واقعی میں نے آپ کو بے وقوف سمجھا تھا لیکن اب مجھے اپنی بے وقوفی پر رونا آرہا ہے کہ مچھلیوں نے جانور ہو کر آپ کو پہچان لیا اور میں انسان ہو کر آپ کو نہیں پہچان سکا۔ اب معلوم ہوا کہ اللہ نے آپ کو ایک سلطنت چھڑا کر دو سلطنت دی ہے۔ خشکی پر بھی سلطنت دی ہے اور دریاؤں پر بھی سلطنت دی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ نے کہا۔

ملک دل بہ یا چنیں ملک حقیر

بتاؤ یہ میرے دل کی سلطنت بہتر ہے یا وہ جسم کی سلطنت۔ غلبۂ ندامت

اور سلطان ابراہیم ادہم کی کرامت سے وہ وزیر بھی اللہ والا ہو گیا۔

ایک شرابی ولی اللہ بن گیا

ان کا جو واقعہ سنانا تھا وہ یہ ہے کہ یہی ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ ایک دن جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک بہت ہی حسین و جمیل صحت مند نوجوان شراب پی کر قے کر رہا تھا اور بالکل بے ہوش پڑا تھا۔ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ ایک رئیس مسلمان کا لڑکا ہے اور شراب میں بے ہوش پڑا ہے۔ پہلے تھوڑا سا غصہ آیا پھر سوچا کہ کچھ بھی ہو میرے اللہ کا بندہ ہے۔ اگر اپنے کسی دوست کا لڑکا ہوتا تو کیا کرو گے۔ اس کے لیے دعا مانگو گے کہ اے اللہ یہ میرے دوست کا بیٹا ہے اسے اللہ والا بنا دے' یا نفرت کرو گے ؟ اگر نفرت کرو گے تو تم اس کے دوست نہیں ہو۔ ایسے ہی جو اللہ کے بندوں سے نفرت کرتے ہیں وہ اللہ کے ولی نہیں ہیں۔ فکر ہونا چاہیے کہ یا اللہ میرے ان بھائیوں کو اپنے فضل سے اپنا ولی بنا لے۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ پانی لائے قے صاف کی اور اس نوجوان کا منہ دھویا، جب ٹھنڈا پانی لگا تو ہوش آ گیا نشہ اتر گیا اس نے پہچان لیا کہ یہ تو ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ ہیں اللہ والوں کا شہرہ تو ہوتا ہی ہے۔ کہنے لگا کہ اتنے بڑے ولی اللہ ہو کر سلطنتِ بلخ کو خدا پر فدا کرنے والے اور مجھ گناہگار کا منہ دھلانے لگے فوراً کہا کہ حضرت مجھے توبہ کرا دو' یہ ہے۔

جی اُٹھے مُردے تری آواز سے

ان کی نیکی سے اس کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ اس کی آہ نکل گئی کہ اتنا بڑا ولی اللہ مجھ جیسے گناہگار کا منہ دھلا رہا ہے۔

آہ! دین محبت ہی سے پھیلتا ہے نفرتوں سے دین نہیں پھیلتا۔

دوستو! میں یہی عرض کرتا ہوں کہ اللہ کے ہر بندے کو پیار کرو اس نیت سے کہ شاید اس پر اللہ مہربانی کر دے اور تمہارا کمیشن لگ جائے۔ اس نے حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کر لی پھر حضرت نے آنکھ بند کر کے مراقبہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت اونچے درجہ کے جتنے اولیاء اللہ ہیں انہیں میں اس کا نام بھی آگیا ہے۔ محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اسی رات کو سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ یا اللہ ایک شرابی جس نے آج میرے ہاتھ پر توبہ کی اس کو آپ نے اتنا بڑا ولی اللہ بنا دیا کہ جہاں آدمی کتنی حج اور عمرے اور تلاوت اور تسبیح و اوابین اور مجاہدات کے بعد پہنچتا ہے آپ نے اس کو منٹوں میں وہاں پہنچا دیا۔ اس میں کیا راز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے سلطان ابراہیم اَنْتَ غَسَلْتَ وَجْهَهٗ لِاَجْلِیْ تو نے اس شرابی کا منہ میری خاطر سے دھویا کہ یہ میرا بندہ ہے گو گنہگار ہے۔ ارے نالائق اولاد پنے ابا سے کٹ جاتی ہے مگر ابا تو یہی کہتا ہے کہ میری ہی اولاد ہے گو بندہ میرا ہی تھا اور تو نے اس کا چہرہ میری وجہ سے دھویا فَغَسَلْتُ قَلْبَهٗ لِاَجْلِكَ تو میں نے اس کا دل تیری وجہ سے دھو دیا۔ جب تو نے میری خاطر بلخ کی سلطنت چھوڑی اور دس سال تک عبادت کی پس جب تو نے میرے لیے اتنی قربانیاں دیں تو میں بھی اپنے غلاموں کی خاطر ایسی عنایات کرتا ہوں۔

سلطان ادہم رحمۃ اللہ علیہ اور ایک مجذوبؒ

سلطان ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جس جنگل میں دس سال عبادت کی اسی میں ایک مجذوب رہتا تھا اور وہ گھاس بیچ کر اللہ سے کہتا تھا کہ اے اللہ کب تک گھاس بکواؤ گے کیا دو روٹی اور چٹنی آپ مجھے نہیں دے سکتے۔ دو روٹی کمانے میں میرا کتنا وقت خرچ ہوتا ہے اگر دو روٹی اور چٹنی آپ مجھے دے دیا کریں تو اتنا وقت آپ کی عبادت میں خرچ کیا کروں گا۔ مجذوبوں کی باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں مثل چھوٹے بچوں کے۔ اللہ نے اس کی فریاد سن لی اور جنت سے اس کے لیے چٹنی روٹی آتی تھی۔ اب جب سلطان ادہم رحمۃ اللہ فقیری کے لباس میں اس جنگل میں پہنچے تو ان کے لیے جنت سے بریانی آئی۔ سارا جنگل خوشبو سے مہک اٹھا۔ یہ مجذوب تھوڑا نادان تھا۔ اس نے کہا کہ اللہ میاں! میں دس سال سے آپ کی عبادت کر رہا ہوں آپ مجھ کو چٹنی روٹی دے رہے ہو اور آج ایک نیا فقیر آیا ہے اس کو آپ نے بریانی بھیج دی۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آواز آئی او مجذوب ناداں! تو نے میرے راستہ میں آٹھ آنہ کا کھرپا اور بیس آنہ کی ٹوکری جس میں گھاس رکھتا تھا قربان کی ہے۔ تو اپنا کھرپا اور ٹوکری اٹھا اور جا اپنا کام کر۔ اب چٹنی روٹی تیری بند۔ ناشکرا ہے تو۔ جب دیکھا کہ چٹنی روٹی بند ہو رہی ہے تو معافی مانگی کہ اے اللہ معاف کر دے تیرا بڑا شکر ہے مگر اتنی بات تو بتا دیجئے کہ اس کی اتنی قدر آپ کیوں کر رہے ہیں؟

وہ عاشق کل ہوا ہیں ہوں ترا دیوانہ برسوں سے

آسمان سے آواز آئی کہ سن لے۔ تو نے ایک ٹوکرا اور ایک کھرپا میری راہ میں فدا کیا ہے اور یہ شخص جو آج آیا ہے اس نے مجھ پر سلطنت فدا کی ہے۔ تخت و تاج شاہی مجھ پر فدا کیا ہے۔ وزیروں کا سلام اور مخمل کے گدے چھوڑے ہیں۔ تو جیسی جس

کی قربانی ویسی میری مہربانی۔ ہمارے میر صاحب نے اس مضمون کو دو شعر میں پیش کیا ہے (پھر میر صاحب کو سنانے کو فرمایا تو میر صاحب نے یہ اشعار سنائے۔ جامع)

جتنی تمہاری قربانی
اتنی خدا کی مہربانی
پھر تو ہے لذت روحانی
قرب کا شربت لاثانی

تو بات چل رہی تھی جگر صاحب کی۔ جگر صاحب تھانہ بھون پہنچ گئے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے توبہ کرا دیجئے۔ پھر حضرت سے چار دعائیں کروائیں۔ ۱: میں شراب چھوڑ دوں۔ ۲: پوری داڑھی رکھ لوں۔ ۳: حج کر لوں ۴: میرا خاتمہ ایمان پر ہو۔ حضرت والا نے ہاتھ اٹھا دیئے جب ایک اللہ والا ہاتھ اٹھاتا ہے تو دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح دعا قبول فرماتے ہیں، وہ بھی تو مرتے ہیں اللہ تعالیٰ پر۔ پس اللہ تعالیٰ بھی ان کی لاج رکھتا ہے۔

اللہ والے کون؟

جیسے سلطان ابراہیم ادہم کی خاطر ایک شرابی کو اللہ نے اپنا ولی بنالیا اس لیے بزرگوں نے ہمیشہ مشورہ دیا ہے کہ اللہ والوں کے پاس، درویشوں کے پاس، ان فقیروں کے پاس آتے جاتے رہو جو سنت اور شریعت پر چلتے ہوں۔ ان سٹہ کے نمبر بتانے والوں سے ہوشیار رہو جو دریاؤں کے کنارے اور جنگلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ لنگوٹی باندھے ہوئے۔ نہ نماز ہے نہ روزہ، سٹہ کا نمبر بتا رہے ہیں۔ اور ولی اللہ بھی بن رہے ہیں۔ بتایئے جوا حرام ہے، سٹہ حرام ہے جو اس کا نمبر بتائے یہ فقیر و درویش ہے یا

شیطان ہے۔ ایسا شخص ہرگز ولی اللہ نہیں ہو سکتا جو حرام کام کرتا ہو۔ اللہ کا ولی وہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتا ہے۔ میرا ایک مشہور شعر ہے جو اس وقت پوری دنیا میں نشر ہو رہا ہے۔

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سُنّت کے راستے

اور ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

گر ہوا پہ اُڑتا ہو وہ رات دن
ترکِ سُنّت جو کرے شیطان گن

جس نے سُنّت کی زندگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑا ہوا ہے یاد رکھو وہ شیطان ہے اس کا اُڑنا وغیرہ سب استدراج ہے۔ مکھی بھی تو اُڑتی ہے تو بیعت ہو جاؤ مکھی سے! اور دریا میں تنکا بھی بہتا ہے بغیر کشتی کے تو اس تنکے کے مُرید ہو جاؤ! بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کو حال بہت آتا ہے تو سانپ کو بھی بہت حال آتا ہے۔ جب تومڑی بجاؤ تو دیکھو کس طرح جھومتا ہے لہٰذا اگر حال بزرگی کی دلیل ہے تو سانپ سے بیعت ہو جاؤ بہت جلدی پہنچا دیگا ہے۔ اس لیے ایک بہت بڑے بزرگ مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے فرمایا کہ جس کے راستہ کی بنیاد مدینہ پاک سے نہ ہو' درمیان میں وائرنگ نہ ملتی ہو تو سمجھ لو وہ بجلی وہ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ کسی کے ظاہر سے دھوکہ مت کھاؤ۔ صورت بھی ملاؤ سیرت بھی ملاؤ۔ اس کو لاکھوں حال آتا ہو لیکن اگر صورت یا سیرت نبی کے طریقہ سے ہٹی ہوئی ہو تو یہ شعر پڑھو ؎

حال تیرا جال ہے مقصود تیرا مال ہے
کیا خوب تیری چال ہے لاکھوں کو اندھا کر دیا

جگر صاحب کے واقعہ پر پھر آتا ہوں۔ جگر صاحب نے شراب چھوڑی، مرنے لگے بیمار ہو گئے۔ ڈاکٹروں کے بورڈ نے کہا کہ تھوڑی سی پی لیا کیجئے۔ جگر صاحب کا جواب سنو فرمایا کہ اگر میں پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا۔ مرنا ہے یا نہیں؟ کہا کہ مرنا تو ضرور ہے لیکن آپ کچھ دن جی جائیں گے۔ جگر صاحب نے کہا کہ میں اللہ کے غضب میں جینا نہیں چاہتا۔ شراب چھوڑ کر اگر مرتا ہوں تو بھی اللہ کی رحمت کے سائے میں موت کو لبیک کہتا ہوں۔ اگر شراب پی کر مروں گا تو اللہ کے غضب و غصہ میں جاؤں گا۔ تو اللہ کی نافرمانی والی زندگی پر میں لعنت بھیجتا ہوں۔ شیطان کتنا ہی کان میں کہے کہ یہ گناہ کر لو بہت مزہ آئے گا۔ بلکہ مجھے اتنی کی رعایت سے کبھی جیم سے بھی کہے گا کہ مجا آئے گا۔ تو آپ شیطان کو یہ شعر پڑھ کر جواب دے دیں۔ میرا شعر ہے؂

ہم ایسی لذتوں کو قابلِ لعنت سمجھتے ہیں
کہ جن سے رب مرا اے دوستو ناراض ہوتا ہے

اور سڑکوں پر کسی عورت کے دیکھنے کو بار بار کہے تو یہ دوسرا شعر پڑھ دو؂

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے
کہ جن کے دیکھنے سے رب مرا ناراض ہوتا ہے

خواجہ عزیز الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھئے کہ کتنے بڑے ولی اللہ تھے لیکن سڑکوں پر نگاہ بچاتے تھے۔ کسی کی ماں بہن کو نہیں دیکھتے تھے۔ حالاں کہ دل تو ان

کے سینہ میں بھی تھا۔ اولیاء اللہ نعوذ باللہ کافور کی گولیاں نہیں کھا لیتے ہیں۔ ان کا دل بوجہ تقویٰ و لطافتِ طبع اور زیادہ حساس ہوتا ہے۔ لیکن جب نظر بچا کر آسمان کی طرف دیکھتے تھے تو یہ شعر پڑھتے تھے۔

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

اس کے بعد جگر صاحب حج کر آئے داڑھی رکھ۔ جب بمبئی آکر اپنی داڑھی دیکھی تو ایک مشت ہو چکی تھی۔

داڑھی رکھنا واجب ہے

ایک مشت کے بقدر داڑھی رکھنا واجب ہے جیسے عید بقر عید کی نماز واجب ہے جیسے قربانی واجب ہے ایسے ہی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ اس پر چاروں اماموں کا اجماع ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ داڑھی کا وجوب پڑھ لیجئے اور اگر داڑھی رکھنے سے چہرہ بدنما معلوم ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے پیغمبروں کی سنت نہ قرار دیتا۔ پھر جنت میں نہ داڑھی ہوگی نہ حجام کی دکان ایک نوجوان لڑکے کی طرح شاندار چہرہ ہوگا تو یہاں اللہ کا حکم سمجھ کر چند دن کی زندگی میں داڑھی رکھ لیجئے تاکہ یہ چہرہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش کر سکیں اور یہ کہہ سکیں کہ

ترے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں
کون سا محبوب! مدینہ والا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

اگر قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھ لیں کہ اے میرے اُمتی! آج تجھے میری شفاعت چاہیے؟ روتے لگے گا کہ حضور آپ کی شفاعت کے بغیر کیسے بخشا جاؤں گا؟ تو اگر آپ نے دوسرا سوال کر لیا کہ میرے چہرہ میں تجھے کیا خرابی نظر آتی تھی کہ میرے جیسا چہرہ نہیں بنایا؟ سکھوں سے سبق نہیں لیا کہ گرونانک کی محبت میں ہر سکھ داڑھی رکھتا تھا۔ ظالم تو نے میری محبت میں داڑھی کیوں نہیں رکھی۔ تب کیا جواب دوگے؟ لوگوں کے ہنسنے کو مت دیکھو۔ کوئی لاکھ ہنستا ہے آپ اپنا کام کرتے رہیں ؎

کوئی جیتا اور کوئی مرتا ہی رہا
عشق اپنا کام کرتا ہی رہا

میں ایک شعر سکھا دیتا ہوں اپنے ان دوستوں کو جو داڑھی رکھتے ہیں کہ اگر کوئی ان پر ہنسے تو وہ کہہ دیں ؎

اے دیکھنے والو مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جگر صاحب نے خود داڑھی رکھی اور بمبئی میں آئینہ میں اپنی شکل دیکھی تو اس وقت ایک شعر کہا جو میں آپ کو سُنانا چاہتا ہوں اور مجھے اس شعر میں اتنا مزہ آتا ہے کہ مست ہو جاتا ہوں ؎

چلو دیکھ آئیں تماشہ جگر کا
سُنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

اب تک تو یہ تمہید تھی۔ آپ کہیں گے کہ اتنی بڑی تمہید! تو سنئے تمہید ہمیشہ بڑی ہوتی ہے۔ بتائیے کھانا بارہ ایک بجے ملتا ہے مگر اس کی تمہید صبح سے شروع ہوتی ہے کہ آلو گوشت مرچ وغیرہ خریدتے ہیں، پھر عورتیں پیاز گوشت کاٹ رہی ہیں صاف کر رہی ہیں پکا رہی ہیں تب کہیں جاکر کھانا تیار ہوتا ہے۔

معافی کا مضمون

اب میں آیت کریمہ کی تفسیر عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے معافی کا سرکاری مضمون نازل کیا ہے۔ یہ بتائیے اگر کسی مجرم کو وقت کا بادشاہ یا وزیرِ اعظم یہ کہہ دے کہ اس قسم کا مضمون معافی نامہ کا لکھ کر دے دو تو میں معاف کر دوں گا۔ تو کیا اس میں کسی کو شبہ ہوگا؟ پھر سلطان السلاطین احکم الحاکمین معافی کا جو مضمون خود نازل فرمادیں اس کی قبولیت میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے؛ اللہ تعالیٰ شانہٗ جن کو حساب لینا ہے وہ معافی کا مضمون نازل کر رہے ہیں کہ کہو وَاعْفُ عَنَّا اے اللہ ہم کو معاف کر دے وَاغْفِرْ لَنَا اور ہم کو بخش دیجئے وَارْحَمْنَا اور ہم پر رحم فرما دیجئے اَنْتَ مَوْلٰنَا آپ ہمارے مولیٰ ہیں۔

اب اس کی تفسیر عرض کرتا ہوں۔

وَاعْفُ عَنَّا کے کیا معنی ہیں؟ مفتیِ بغداد علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ وَاعْفُ عَنَّا کے معنی ہیں اُمْحُ اٰثَارَ ذُنُوْبِنَا ہمارے گناہوں کے نشانات اور گواہوں کو مٹا دیجئے۔ کیونکہ بندہ جب گناہ کرتا ہے تو چار گواہ تیار ہو جاتے ہیں۔ جس زمین پر گناہ کرتا ہے وہ زمین قیامت کے

دن گواہی دے گی۔ سورۃ زلزال میں ہے یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا
اللہ پاک فرماتے ہیں کہ زمین خود بولے گی کہ اس زمین پر اس نے عورتوں کو دیکھا تھا
اس زمین پر اس نے فلاں گناہ کیا تھا دوسری گواہی خود اپنے اعضاء کی ہوگی کہ جس
عضو سے گناہ کیا تھا وہ عضو ہاتھ یا پیر گواہی دیں گے۔ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی
اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ اللہ تعالیٰ قیامت
کے دن منہ پر سیل کر دیں گے اور ہاتھ پیر بولنے لگیں گے ہونٹ کہیں گے کہ
ہم نے ایسے حرام بوسے لیے تھے، کان کہیں گے کہ ہم نے ایسے گانے سنے تھے
آنکھیں کہیں گی کہ ہم اس طرح دوسرے کی ماں بہن بیٹی کو دیکھتے تھے اس طرح سب
اعضاء بولنے لگیں گے۔ تیسرے گواہ فرشتے ہیں کِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ
مَا تَفْعَلُوْنَ کراماً کاتبین تمہارے اعمال سے باخبر ہیں اور چوتھی گواہی اعمال نامہ
ہے وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَاعْفُ عَنَّا کہو تو میں تمہارے گواہوں کی گواہی
مٹا دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ اِذَا تَابَ
الْعَبْدُ اَنْسَى اللّٰهُ الْحَفَظَةَ ذُنُوْبَهٗ کہ بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے
فرشتوں سے اس کے گناہ کو خود بھلا دے گا، ان کی یادداشت کی ریل صاف کر
دے گا۔ فرشتوں کو بھی یاد نہیں رہے گا کہ اس شخص نے کیا کیا گناہ کیے تھے۔
وَاَنْسٰى ذٰلِكَ جَوَارِحَهٗ اور اس کے ہاتھ پیر سے جو گناہ ہوا ہے ان کی ریل
بھی صاف کر دے گا۔ وَمَعَالِمَهٗ مِنَ الْاَرْضِ اور جس زمین پر گناہ ہوا ہے
اس زمین کی ریل بھی صاف کر دے گا۔ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَاهِدٌ

وَّلَیْسَ لِلّٰہِ بِذَنْبٍ یہاں تک کہ وہ بندہ اس حال میں اللہ سے ملے گا کہ اس کے خلاف کوئی گواہ نہ رہے گا۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کے نشانات اور شہادتیں فرشتوں سے مٹوائیں گے یا خود مٹا دیں گے؟ تو مفسرِ عظیم حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود مٹائیں گے اگر فرشتوں سے مٹواتے تو فرشتے ہم کو طعنہ دیتے کہ تم لوگ تو نالائق تھے۔ یہ ہم نے مٹایا ہے۔ کیا کرم ہے اللہ کا، ایسے کریم مولیٰ پر کیوں نہ فدا ہوں جنہوں نے غلاموں کی آبرو رکھ لی اور ہمارے جرائم کو خود ہی مٹا دیا۔ اب جو لوگ گناہوں سے توبہ کریں گے اور پھر نیک اعمال کرنے لگیں گے حج عمرے روزہ نماز وغیرہ تو اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کی جگہ نیکیاں لکھ دیں گے فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ اور لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو، اس کی رحمت غیر محدود ہے ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کراچی میں ایک کروڑ کی آبادی ہے ان سب کا پیشاب پاخانہ سمندر میں جاتا ہے لیکن ایک موج آتی ہے اور سب کو اٹھا کر صاف کر دیتی ہے۔ وہیں کوئی امام نہا کر نماز پڑھائے تو نماز بھی ہو جائے گی۔ تو سمندر مخلوق ہے جب اس کی ایک موج میں یہ اثر ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سمندر تو غیر محدود ہے۔ اس کی ایک موج ہمارے گناہوں کو معاف نہ کر دے گی؟ اور فرمایا کہ فیکٹری والے پہاڑوں میں ایک چھٹانک بارود رکھتے ہیں اور دور سے آگ لگاتے ہیں تو پہاڑ اڑ جاتے ہیں۔ جب مخلوق میں یہ قدرت ہے کہ ذرا سا بارود پہاڑوں کو اڑا دیتا ہے تو اللہ کی رحمت میں یہ قدرت

نہ ہو کہ گناہوں کے پہاڑوں کو اڑا دے۔ وَاغْفِرْ لَنَا اور ہم کو بخش دیجئے کس طرح؟ بِاِظْهَارِ الْجَمِيْلِ وَسَتْرِ الْقَبِيْحِ ہماری نیکیاں ظاہر کر دیجئے اور گناہوں پر پردہ ڈال دیجئے۔ وَارْحَمْنَا یہ رحم کیا ہے؟ جب کہ معافی اور بخشش ہوگئی تو مفسر آلوسی فرماتے ہیں اَیْ تَفَضَّلْ عَلَیْنَا بِفُنُوْنِ الْاٰلَاءِ مَعَ اسْتِحْقَاقِنَا بِاَفَانِیْنِ الْعِقَابِ اے خدا طرح طرح کی نعمتیں بھی ہم کو دیجئے۔ جو شخص طرح طرح کے عذابوں کا مستحق تھا اس پر طرح طرح کی نعمتیں اور عنایتیں برسا دیجئے اَنْتَ مَوْلٰنَا اَیْ اَنْتَ سَیِّدُنَا وَمَالِکُنَا آپ ہمارے آقا ہیں ہمارے مالک ہیں۔ وَمُتَوَلِّیْ اُمُوْرِنَا اور آپ ہمارے تمام امور کے متولی ہیں۔

یہ قرآن شریف کی آیت کی تشریح ہوگئی اب آگے حدیث شریف ہے۔

بہترین خطا کار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے لوگو! تم سب کے سب خطا کار ہو لیکن تم بہترین خطا کار بن جاؤ۔ بہترین خطا کار کیسے بنے؟ جو توبہ کرلے وہ بہترین خطا کار ہے۔

اس پر میرے شاگردوں نے پوچھا کہ خطا تو شر ہے خیر کیسے لگا یا؟ اس کا جواب میں نے دیا کہ اللہ تعالیٰ کی توبہ کی کیمیکل میں یہ کرامت ہے جیسے شراب میں سرکہ ڈال دو تو ساری شراب سرکہ بن جائے گی اور قلب ماہیت سے حلال ہو جائے گی۔ تو خطا تو شر ہے لیکن توبہ کی برکت سے بہترین خطا کار ہو جائے گا، شر کو اللہ تعالیٰ خیر بنا دیں گے۔

پھر ایک سوال اور پیدا ہوا کہ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ میں خَطَّائِیْنَ بھی

مٹا دیتے خالی خیر رکھتے۔ خطا کار کی نسبت سے تو شرم آ رہی ہے۔ میں نے کہا کہ خَطَّآئِیْنَ عربی ترکیب میں مضاف الیہ ہے اور عبارت میں مقصود مضاف ہوتا ہے جیسے جَاءَ غُلَامُ زَیْدٍ زید کا غلام آیا۔ اس میں غلام کا آنا مقصود ہے تو یہاں مراد خیر ہی خیر ہے لیکن خَطَّآئِیْنَ کو اس لیے باقی رکھا تاکہ توبہ کی کرامت معلوم ہو کہ تم تھے تو خطا کار لیکن توبہ کی برکت سے بہترین خطا کار ہو گئے۔

فوائدِ استغفار

دوسری حدیث پڑھی تھی استغفار و توبہ کے متعلق اور بہتر یہ ہے کہ دو رکعت پڑھ کر توبہ کرے، اللہ سے معافی مانگے اور یہ کہے کہ اے اللہ تیری رحمت میرے گناہوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ ایک کروڑ گناہ بھی معاف کرنا تیرے لیے کچھ مشکل نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کثرت سے استغفار کرے گا تو ۱۔ ہر مصیبت سے اللہ اس کو نکال دے گا۔ ۲۔ اور ہر غم سے نجات دے گا اور ۳۔ ایسی جگہ سے اس کو رزق دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہو گا۔

انعاماتِ تقویٰ

دوستو! استغفار کے یہ تین انعامات زبانِ نبوت نے بیان فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے بے شمار انعامات گناہوں سے چھوٹنے اور تقویٰ اختیار کرنے سے رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص تقویٰ اختیار کرے گا ہم اس کو ایسی جگہ سے روزی دیں گے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہو گا اس کے سب کام آسان کر دیں گے۔ آپ کا کوئی دوست روزانہ آپ کے پاس آ کر آپ کا دل بہلاتا ہو اور پھر وہ کسی مصیبت میں پھنس جانے کی وجہ سے نہ آئے تو اگر آپ واقعی دوست ہیں تو فوراً اس کی مصیبت کو ٹالنے کی

کوشش کریں گے تاکہ وہ پھر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے بندے کی آہ و زاری، اس کی مناجات اور اس کا اللہ اللہ کرنا محبوب ہے۔ جب وہ کسی مصیبت میں پھنستا ہے تو اللہ تعالیٰ جلدی اس کی مصیبت ٹال دیتے ہیں تاکہ میرا بندہ پھر میرے حضور میں آئے جلدی سے مصیبت ٹالنے کا راز یہ ہے۔ راز دوستی ہے۔ تو اللہ تقویٰ کی برکت سے اپنے دوستوں کا کام آسان کرتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے پر اس کو مصیبت سے مخرج (Exit) دیتے ہیں۔ جدہ میں لکھا رہتا ہے۔ ایک طرف مخرج اور ایک طرف (Exit) یعنی ہر مصیبت سے نجات دیتے ہیں اور ایک جگہ اللہ پاک نے قرآن پاک میں فرمایا اگر تم گناہ چھوڑ دو تو تم کو ہم ایک نور عطا کریں گے جس سے تمہیں بھلائی اور برائی میں تمیز پیدا ہو گی اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ تقویٰ پر یہ سارے انعامات تو ہم دیں گے ہی، سب سے بڑا انعام یہ دیں گے کہ تمہاری غلامی کے سر پہ اپنی دوستی کا تاج رکھ دیں گے۔ یعنی تم کو ولی اللہ بنا دیں گے۔ اس سے بڑھ کر تقویٰ کا کیا انعام ہو سکتا ہے۔

دوستو گناہ خراب چیز ہے۔ اپنے گناہوں کے کنکر پتھر پھینک کر اپنے اللہ کو اپنا دوست بنا لو ان کی ولایت و دوستی کا تاج اپنی غلامی پر رکھ لو تو دنیا میں بھی عزت ہے اور ان شاء اللہ قیامت میں بھی عزت ہو گی اور جنت میں بھی اور گناہ ایک دن خود چھوٹ جائیں گے۔ ایک دن جنازہ نکلے گا لاکھوں ٹیڈیاں کھڑی ہوں گی کسی کو دیکھ بھی نہ سکو گے۔ لیکن اس وقت کوئی ثواب نہیں ملے گا کیونکہ مجبوری سے چھوٹے ہیں۔ ارے بیتے جی اپنے اختیار سے گناہ چھوڑ دو تو ولی اللہ بن جاؤ۔

اکبر الٰہ آبادی کہتے ہیں ؎

قضا کے سامنے بے کار ہوتے ہیں حواس اکبرؔ

جب موت کی بے ہوشی آئے گی تو نوٹوں کی گڈیاں اور ڈالر نظر نہیں آئیں گے۔ کیا پیارا شعر کہا ہے

قضا کے سامنے بے کار ہوتے ہیں حواس اکبرؔ
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

آنکھ تو کھلی ہوتی ہے۔ بچے کہتے ہیں بابا ہمیں دیکھو تو، لیکن دیکھ نہیں سکتا۔ ایک دن آنے والا ہے۔ ابھی سے ہوشیار ہو جاؤ۔ جو اللہ کو سکھ میں یاد کرے گا اللہ دکھ میں اس کو یاد کرے گا۔ جب تک جوانی ہے اس کو دیوانی مت بناؤ، نہ طوفانی بناؤ، نہ اس میں طغیانی آنے دو، نہ مرغی سے آشنائی کرو۔ جوانی کو اللہ پر فدا کر دو مجھے اپنا ایک اردو شعر یاد آیا ؎

کبھی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

واللہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس جوان نے اپنی جوانی اللہ پر دی۔ اپنی زندگی خالقِ زندگی پر قربان کی اللہ تعالیٰ نے اس پر بے شمار عالمِ شباب برسا دیئے۔ بڈھا ہو جائے گا مگر اس کی جوانی نہیں جائے گی۔ آن بان ویسی ہی رہے گی اور اس کی روح میں اللہ کی محبت جتنی پرانی ہو گی اتنا ہی نشہ تیز ہو گا۔ جیسے شراب پرانی ہو کر نشہ تیز ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ والے جتنے بڈھے ہوتے جاتے ہیں ان کا نشہ تیز ہوتا جاتا ہے۔

توبہ و استغفار پر بھی تقوٰی کے انعامات

اب دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم کہ

قرآن پاک میں متقیوں کے لیے جو فضیلتیں بیان کی گئی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کرنے والوں کے لیے بھی وہ فضیلتیں بیان کیں۔ توبہ کرنے والوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم توبہ تو کرلو تمہیں بھی وہ نعمتیں ملیں گی جو متقیوں کو ملتی ہیں یعنی مخرج نکلنے کا راستہ اور ہر غم سے نجات مل جائے گی اور تمہیں رزق ایسی جگہ سے دیں گے جہاں سے تمہیں گمان بھی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ پر جو نعمتیں بیان فرمائیں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہوں سے استغفار و توبہ کرنے والوں کو بھی وہی نعمتیں دلادیں۔

ملا علی قاری نے حدیث کی شرح میں لکھ دیا ہے کہ اِنَّ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ نُزِّلُوْا مَنْزِلَةَ الْمُتَّقِيْنَ یعنی معافی مانگنے والے اللہ کے یہاں اولیاء اللہ کے ساتھ اٹھائے جائیں گے اور اللہ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ یعنی اے گناہگارو تم توبہ کرو ہم تمہیں صرف معافی ہی نہیں دیں گے بلکہ تمہیں اپنا محبوب بھی بنالیں گے۔ دنیا کے لوگوں کو ستا کر معافی مانگو تو کہیں گے کہ معاف کردیا مگر سامنے مت آنا۔ تم کو دیکھ کر ٹمپریچر ہائی ہوجاتا ہے، لیکن اللہ کا ٹمپریچر ہائی نہیں ہوتا، دیکھو فرماتے ہیں کروڑوں کروڑوں گناہ کرلو اگر ایک دفعہ اشکِ ندامت گرادو بس سمجھ لو کہ کام بن گیا، معافی ہوگئی۔ ہم گناہ کرتے کرتے تھک سکتے ہیں اللہ تعالیٰ معاف کرتے کرتے تھک نہیں سکتے۔

کیا ہے رابطہ آہ و فغاں سے
زمیں کو کام ہے کچھ آسماں سے

اللہ تعالیٰ کے سامنے رونا سیکھو۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب گناہگار

بندہ روتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے آنسوؤں کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کرتے ہیں
علامہ آلوسی سورۃ انا انزلنا کی تفسیر میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب گناہ گار بندہ رو رو کر معافی مانگتا ہے تو ہمیں اس کے رونے کی آواز سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے والوں کی آوازوں سے زیادہ پسند آتی ہے بتاؤ اور کیا چاہتے ہو؟ اور یہ بھی فرما رہے ہیں خبردار رحمت سے نا امید مت ہونا ورنہ جہنم میں ڈال دوں گا۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ جیسے کوئی ابا کہے کہ خبردار بیٹو! مجھ سے ناامید مت ہونا ورنہ ڈنڈے لگا دوں گا۔ تو یہ انتہائی کریم ابا ہوگا ورنہ ابا کہتا ناامید ہوگیا تو جا بھاگ یہاں سے دوسرے بیٹے کو دے دوں گا۔ ایسے ہی اللہ فرماتے ہیں خبردار اگر مجھ سے ناامید ہو گئے تو جہنم کے ڈنڈے لگا دوں گا۔ یہ انتہائی کرم ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو ایک سیکنڈ میں معاف کر دیتا ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مرکبِ توبہ عجائب مرکب است
تا فلک تازد بیک لحظہ زپست

توبہ کی سواری عجیب و غریب سواری ہے۔ کیا مرسڈیز کیا راکٹ کیا ہوائی جہاز کی سواری ہوگی۔ توبہ کی سواری اتنی تیز رفتار ہے کہ زمین سے بندہ کو اٹھا کر سیدھے آسمان تک لے جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا پیارا بنا دیتی ہے۔

لہٰذا دوستو جن سے گناہ نہیں چھوٹ سکتے توبہ کرتے رہو۔ آخر اللہ تعالیٰ بتا دیں گے۔ ان شاء اللہ آپ زندگی بھر توبہ کرتے رہو، کشتی لڑتے رہو نفس سے

آخر اللہ تعالیٰ کو رحم آجائے گا کہ میرا بندہ ساری زندگی نفس سے لڑتا رہا اب اس کو جتا کر غالب کر دو۔ شاعر بزرگ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نہ چت کر سکے نفس کے پہلوان کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبا لے کبھی تو دبا لے

اور ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ خود ہی رحم فرمائیں گے جیسے چھوٹا بچہ چلتے چلتے گرنے لگتا ہے تو ابا خود ہی اٹھا لیتا ہے ہم کچھ چل کر تو دکھائیں اللہ میاں کو۔ ان شاء اللہ جب گریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت گود میں اٹھا لے گی۔

بس دعا کرو اللہ تعالیٰ ہم سب کو توبہ کی توفیق دے اور ہمیں اپنا محبوب بنائے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

عارفانہ کلام

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جاں بازی عشق

جاں دے دی میں نے ان کے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

انجام حُسن فانی

دوستو مرنا نہ ان گلفام پر
خاک ڈالو گے انہیں اجسام پر

فنائیت حُسن و عشق

اُن کا چراغ حُسن بجھا یہ بھی بجھ گئے
بلبل ہے چشم نم گل افسردہ دیکھ کر

چہرہ کا جغرافیہ بدلنے سے عشق فانی کا زوال

اُدھر جغرافیہ بدلا اِدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری ہسٹری باقی

عشقِ مجازی عذابِ الٰہی

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

نزولِ سکینہ برقلبِ عارف

میرے پینے کو دوستو! سُن لو
آسمانوں سے مے اترتی ہے
اس میکدۂ غیب سے کیا جام ملا ہے
ہے دُور مجھ سے دستو دُنیائے تفکر

گر خدا چاہیے تو پہلے عاشق ابرار ہو

عشق کا اے دوستو! ہم سب کا یہ معیار ہو
متبعِ سُنّت ہو اور بدعت سے بھی بیزار ہو

اتباعِ سُنّتِ نبوی سے دل سرشار ہو
نورِ تقویٰ سے سراپا حاملِ انوار ہو

عاشقِ کامل کی بس ہے یہ علامت کاملہ
جاں فدا کرنے کو ہر دم سر بکف تیار ہو

عشقِ سُنّت کی علامت ہر نفس سے ہو عیاں
خواہ وہ رفتار ہو، گفتار ہو، کردار ہو

صحبتِ مُرشد سے نسبت تو عطا ہوگی مگر
اجتنابِ معصیت ہو ذکر کی تکرار ہو

عشقِ کامل کی علامت یہ سُنا کرتا ہوں میں
آشنائے یار ہو بیگانۂ اغیار ہو

ہے یہی مرضی خدا کی ہم مِٹا دیں نفس کو
گرچہ وہ سارے جہاں کا بھی کوئی سردار ہو

اس کی صحبت سے نہیں کچھ فائدہ ہوگا کبھی
بے عمل کوئی محبت کا علمبردار ہو

جب کسی بندہ پہ ہوتا ہے خدا کا فضلِ خاص
دم میں وہ ذُوالنور ہوگا گرچہ وہ ذُوالنار ہو

عُمر بھر کا تجربہ اختر کا ہے یہ دوستو
گر خدا چاہیے تو پہلے عاشقِ ابرار ہو